سوال

(68) "النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی" کی تحقیق

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حدیث : النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی ‘‘ اگر درحقیقت یہ حدیث ہے، تو مع تنقید وحوالہ کتاب کے تحریر فرمائیں۔

حافظ ابن حجر فتح الباری 9 111 میں لکھتے ہیں : "وقد تقدم فی الباب الأول، الأشارة إلی حدیث عائشة : النکاح من سنتی "الخ مگر باب اول "الترغیب فی النکاح "میں میں حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث نہیں ہے، اس لیے اس عبارت کا مطلب کیا ہے؟ اور باب اول سے کون باب مراد ہے؟ اور حضرت عائشہؓ کی حدیث مشار الیہ کہاں ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

حدیث : النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی ‘‘علماء وفقہاء کے درمیان انہیں الفاظ کے ساتھ مشہور ہے یہاں تک امام رافعی نے بھی شرح وجیر للغزالی کے اندر حدیث مذکور کو انہیں الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ حدیث کی کسی معتبر کتاب میں نظر سے باوجود تتبع وتلاش کے نہیں گزری۔ الرحمة المهداة سنن الدار قطنی المنتقی لابن الجارود والترغیب والترهیب للمنذری مجمع الزوائد للهیثمی الجامع الازهر الجامع الصغیر الجامع للسیوطی السنن الکبری للبیهقی المستدرک للحاکم السنن للنسائی کنز العمال للمتقی وکتب موضوعات وغیرہ میں میں یہ حدیث الفاظ مذکورہ کے ساتھ کسی صحابی سے بھی مذکورہ مروی نہیں ہے۔ ہاں ابن ماجہ میں یہ حدیث حضرت عائشہ سے بالفاظ ذیل مروی ہے : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ : حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مَيْمُونٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي،

قال السندی : وفی الزوائد : إسناده ضعیف لاتفاهم علی ضعف عیسی بن میمون المدینی لکن له شاهد صحیح

حافظ کی عبارت : وقد تقدم فی الباب الاول الاشارة الی حدیث عائشه : النکاح من سنتی (فتح الباری 711/9)

میں الباب الاول سے مراد : باب الترغیب فی النکاح ہی مراد ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث سے مراد ان کی وہ حدیث ہے جس کو ابن ماجہ نے الفاظ مذکورہ بالا کے ساتھ روایت کیا ہے لیکن حافظ نے بجائے اصل الفاظ نبوی ذکر کرنے کے لفظ مسہور درج کلکرنے کے لفظ مشہر و درد کلیا ہے گویا یہ ذکر با لمعنی ہے ذکر بالفظ نبوی ذکر نے کے لفظ مشہور درج کرلیا ہے گویا یہ ذکر با لمعنی ہے ذکر بالفظ نہیں جو خالی از تسامح نہیں۔

بے شک باب اول ترغیب فی النکاح میں بذیل شرح لفظ فمن رغب عن سنتی فلیس منی حضرت عائشہ کی یہ حدیث ان کے نام کے ساتھ مذکورہ موجود نہیں ہے اور حافظ کی عبارت

مذکورسے اس طرح مذکور ہونا مفہوم بھی نہیں ہوتا پس اس کی کوشش کرنی امر عبث ہے ۔

میرے خیال میں اس عبارت سے حافظ کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ حضرت انس کی حدیث مذکورہ فی الباب الاول کے آخری الفاظ کے ساتھ حضرت عائشہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہوگیا جس کا انہوں نے حوالہ یہاں تیسرے باب میں بضمن احادیث ترغیب فی النکاح دے دیا اورپورے مشہور الفاظ ذکر کردئے کیوں کہ باب اول میں صراحۃ تمام الفاظ مع مخرج کے ذکر نہیں کیے تھے ۔

تلخیص 116/3 کی مندرجہ ذیل عبارت بغور پڑھ جائیے :

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ: حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مَيْمُونٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي، وَتَزَوَّجُوا، فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ، وَمَنْ كَانَ ذَا طَوْلٍ فَلْيَنْكِحْ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصِّيَامِ، فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ» وفی اسنادہ عیسی بن میمون وہو ضعیف وفی الصحیحین حدیث انس فی ضمن حدیث لکنی اصوم وافطر واصلی وانام اتزوج فمن رغب عن سنتی فلیس منی انتہی

مکتوب

نحمدہ ونصلی ونسلم

حدیث مشہور: النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی ان الفاظ کے ساتھ حدیث کی کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گزری ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متاخرین علماء نے سنن ابن ماجہ سے جملہ النکاح من سنتی لیا اور صحیح بخاری سے فمن رغبتی سنتی فلیس منی سے لے کر جوڑلیا ہے ۔ اس کے سوا اور کوئی اصلیت نہیں ہے واللہ اعلم

حافظ عسقلانی نے فتح الباری 111/9 میں جو کچھ لکھا ہے وقد تقدم فی الباب الاشارہ الی حدیث عائشہ اسے آپ نے ان کا تسامح سمجھ لیا ہے ایسا نہیں ہے ۔ بلکہ باب مشارالیہ میں اس حدیث عائشہ کی طرف اشارہ موجود ہے ۔ ملاحظہ فتح الباری سطر: حیث قال ونقلہ ابن ماجہ من حدیث عائشہ اور ابن ماجہ کی حدیث وہی ہے جو تلخیص الجبیر 112/3 میں منقول ہے جس کے راوی کو حافظ نے ضعیف کہا ہے مجمع الزوائد میں بھی اس کو ضعیف کہا ہے اور سندھی نے بھی حاشیہ ابن ماجہ طبع مصر میں ۔ رہ گیا یہ امر کہ تلخیص میں پہلے یوں نقل کیا ہے النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی یہ الفاظ حافظ کے نہیں ہیں بلکہ امام رافعی کی وجیز کے الفاظ ہیں کہ اس میں یونہی منقول ہے ۔ ہاں حافظ کا فتح الباری 11/9 میں بھی اس طرح نقل کردینا محل تامل ہے ۔ شاید وجیز للرافعی کے الفاظ حافظ کی زبان پرچڑھے ہوئے تھے ۔ یا کیا بات ہے کچھ کہا نہیں جاسکتا واللہ اعلم

وعلیکم السلام مجھے اب تک پوری صحت نہیں ہوئی ہے آپ کے سوال کا جواب کیف ماامکن تحریر کرکے ارسال کرتا ہوں ۔ ابھی نہ زیادہ محنت کرسکتا ہوں نہ بہت سی کتابوں کا مطالعہ ممکن ہے دعاخیر فرماتے رہیں اور راحضر کو قبول فرمائیں والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ: خطبہ نکاح اور اس کے مقاصد 3 سطر 25 میں ایک حدیث اس طرح لکھی گئی: النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی مشکوۃ اس حدیث کو انہیں الفاظ کے ساتھ ابو القاسم رافعی نے بھی شرح الوجیز غزالی میں لکھا ہے ۔ اس روایت کو مشکوۃ میں تلاش کرنے کا مجھ کو موقع مل نہیں سکا ۔ امید ہے آپ اس کے صفحہ اور باب سے مجھے مطلع کریں گے ۔ یہ جہاں تک میں نے تتبع اور تلاش کیا ہے ۔ مذکورہ الفاظ کے ساتھ یہ روایت کسی حدیث کی کتاب میں مجھے نہیں ملی ۔ البتہ ابن ماجہ نے اپنی سنن کی کتاب النکاح کے پہلے باب میں حضرت عائشہ سے ایک حدیث مرفوعا بالفاظ ذیل روایت کی ہے: النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی الحدیث

علامہ بوصیری زوائد ابن ماجہ میں اس روایت کے تحت لکھتے ہیں: اسنادہ ضعیف لاتفاقہم علی ضعف عیسی بن میمون الدینی (الروای عن القاسم بن محمد عن عائشہ) لکن لہ شاہد صحیح انتہی اور حافظ تلخیص (116/3) میں ابن ماجہ کی اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں فی اسنادہ عیسی ابن میمون وہو ضعیف وفی الصحیحن حدیث انس فی ضمن حدیث لکنی أصوم وافطر

,اصلي وانام وأتزوج النكاح النكاح من سنتي فمن رغبتي سنتي فليس مني فمن رغب عن سنتي فليس مني انتهى بوصیری کے مذکورہ کلام میں لکن لہ شاہد صحیح سے مراد غالبا حضرت انس کی حدیث کا وہی ٹکڑا ہےجسے حافظ نے تلخیص میں بحوالہ صحیحین ذکر کیاہے۔ اس نے روایت کا پہلا ٹکڑا یعین : النکاح من سنتی ابن ماجہ کی مذکورہ بالاحدیث سے اخذ کیا ہے اور اس کا دوسرا ٹکڑا النکاح من سنتی فمن رغبتی سنتی فلیس منی حضرت انس کی مذکورہ صحیح حدیث سے لیا ہے اور دونوں کو ملاکر پوری روایت یوں کردی النكاح من سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني

ہم نے مرعاۃ جلد242/1میں حضرت انس کی مذکورہ متفق علیہ حدیث کی شرح میں اس کی تخریج کے بعد یہ لکھا ہے واما ماذكر الرافعي واشتهر على الألسنة بلفظ النكاح من سنتي فمن عن رغب سنتي فليس مني فلم أجده مع الاستقراء التام والتتبع البالغ والله اعلم

اور نے بھی تلخیص میں رافعی کا ذکر کردہ لفظ نقل کرنے کے بعد صرف ابن ماجہ کے الفاظ اور حضرت انس کی حدیث نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے جس معلوم ہوتا ہے کہ ان کو بھی رافعی کے ذکر کردہ الفاظ کے ساتھ حدیث نہیں مل سکی۔

علامہ سندھی ابن ماجہ کی مذکورہ بالاحدیث روایت کی شرح میں لکھتے ہیں : قَوْلُهُ : (النِّكَاحِ) أَيْ طَلَبِ النِّسَاءِ بِالْوَجْهِ الْمَشْرُوعِ فِي الدِّينِ (مِنْ سُنَّتِي) مِنْ طَرِيقَتِي الَّتِي سَلَكْتُهَا وَسَبِيلِي الَّتِي نَدَبْتُهَا (فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي) رَغْبَةً وَإِعْرَاضًا عَنْهَا وَقِلَّةَ مُبَالَاةٍ بِهَا فَلَا يَشْمَلُ الْحَدِيثُ مَنْ يَتْرُكُ النِّكَاحَ لِعَدَمِ تَيَسُّرِ الْمُؤْنَةِ ونحوذلک

ص : 8سطر : 6 : کے بعد مختصراً اتنا ضروری بڑھادینا چاہیئے کہ : مہر اتنا ہی مقرر کرنا چاہیئے کہ جس کوادا کرنے کی شوہر استطاعت رکھتا ہے یعنی : وہ رکھتا ہے یعنی وہ اسے آسانی کے ساتھ ادا کرسکے اور کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ شوہر نکاح ہی کے وقت مقرر مہر ادا کردے گو تعجیل شرعا لازم نہیں ہے بلکہ تمام فقہاء کے نزدیک تاجیل بھی جائز ہے لیکن مہر کے موجل ہونے کی صورت میں مقرر اجل یعنی : مدت ادا کرنا لازم ہے اور اگر کوئی مدت مقرر نہ کی گئی ہو جیساکہ عام طور پر رواج ہے تو پھر طلاق کے وقت یا حدالزوجین کی وفات کے وقت مہر کی ادائے گی شرعا ضروری ہے۔

مہر کی ادائے گی یا صدق دل اور اپنی مرضی سے عورت کے معاف کرنے کے بغیر شوہر اس دین سے ہر گز بری الذمہ نہیں ہوسکتا عورت پر کسی قسم کا دباؤڈال کر مہر معاف کرانے اور معاف کرنے سے مہر ساقط نہیں ہوتا۔

برادری کے رسم ورواج یا اپنی بڑائی اور شاندار ظاہر کرنے کےلئے یا اس خیال سے کہ شوہر بیوی کو طلاق نہ دے شوہر کی حیثیت واستطاعت سے زیادہ مقرر کرنا اور شوہر کا اپنی استطاعت سے باہر مہر کے تقرر کو تسلیم کرلینا کہ جتنا چاہو مقرر کرلو دینا تو ہے نہیں یہ طریقہ کار شرعا ہر گز جائز نہیں ہے۔ آں حضرت ﷺ نے ایسے شخص کو جو مہر نہ دینے کی نیت کے ساتھ کسی عورت سے نکاح کرنے اس کو زانی کہا ہے۔

مجلس نکاح میں خطبہ نکاح کے مقاصد کی تشریح کے وقت میرے خیال میں طلاق وخلع کے مسائل کا ذکر نا مناسب نہیں ہے۔

ایک تواس وجہ سے کہ اس مجلس کا وقت بالعموم بہت مختصر اور تنگ ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ نکاح کے ساتھ طلاق وغیرہ کا ذکر کرنا اس مجلس میں کچھ زیب نہیں دیتا بلکہ نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ البتہ عام وعظوں اور رسالوں میں خطبہ نکاح کے مقاصد اور نکاح وطلاق کے ضروری مسائل کا مختصر یا تفصیل کے ساتھ ذکر کرنا بلاشبہ اچھا ہے بلکہ ضروری ہے۔

رسالہ کے ص : 13میں طلاق دینے کا غلط طریقہ عنوان کے ماتحت جو کچھ لکھا گیا ہے وہ مجمل ہونے کے ساتھ فقہ حنفی کی ترجمانی ہے اور وہ مسلک اہل حدیث کے خلاف ہے اس لئے وہاں ضروری ترمیم اور توضیح وتصیح کردی گئی ہے۔

اسی طرح ص : میں عدت کے دنوں میں عورت کہاں رہے ؟ کے عنوان کے تحت جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں اجمال کے علاوہ فقہ حنفی کی ترجمانی ہے۔ اس لئے وہاں بھی ضروری اصلاح وترمیم کردی گئی ہے۔

یہ معلوم ہے کہ خلع عندالحنفیہ طلاق ہے۔ اسی بنا پر ان کے نزدیک مثلعہ کی عدت مطلقہ کی طرح حیض تین حیض ہے اورامام شافعی وغیرہ کے نزدیک خلع طلاق نہیں ہے بلکہ فسخ ہے اس بنا پر اورحدیث تعمتد المختلعہ حیضہ کی روسے ان کے نزدیک مختلعہ کی عدت صرف ایک ماہوار کا آنا ہے۔ بنابریں یہاں بھی ضروری ترمیمات کردی گئی ہیں :

رسالہ کومذکورہ ترمیمات واصلاحات کے ساتھ شائع کرناہو توضرورشائع کیجے ورنہ جیسا کچھ وہ چھپا ہوا بعینہ اسی حالت موجودہ میں شائع کیا جانا جماعت اہل احدیث کا باعث ہوگا اوریہ ایک بڑافتنہ ہوگا۔ مکاتیب

آپ نے اپنے مارڈ مرقومہ 19فروری 1981میں کتاب خطبہ نکاح دوبارہ پڑھنے ے کی ہدایت کرتے ہوئے مہر اورنکاح کے وقت لڑکی سے اجازت لینے اورنکاح کی شرطوں وغیرہ کے بارے میں جوکچھ لکھا یا اب اضافہ کرنا چاہتے ہیں میری رائے طلب کی ہے۔ افسوس ہے کہ قاری صاحب نے آپ کا وہ رسالہ مجھ تک پہنچانے کی زحمت نہیں کی اورمیرے یہاں آپ کا مرسل رسالہ نہ معلوم کہاں پڑگیا ہے کہ اب تک تلاش سے نہیں مل سکا۔ ان اللہ الخ

(1)عام طورپر بلکہ تقریبا پورے ہندوستان میں مہر کے بوقت نکاح دینے کارواج بالکل نہیں ہے۔ تقریبا ہر جگہ مہر دین ہی ہوتا ہے۔ جس کی ادائے گی کا سوال زوجین میں سے کسی ایک کے مرنے یا عورت کے طلاق یا خلع لینے کے وقت اٹھتا ہے۔ بعض برادریوں میں اونچے اونچے مہر مقرر ہوتے ہیں جن کی کبھی ادائیگی ہونہیں سکتی اورنہ لڑکے والوں کی نیت ہی ادا کرنے کی ہوتی ہے۔ آپ کے مضمون میں زیادہ زوراس پر ہونا چاہے کہ مہر اتنا ہی مقرر کیا جائے جس کو لڑکے والے جب چاہیں آسانی سے ادا کردیں اورلڑکی والے لڑکے کی استطاعت وحیثیت سے باہر مہر مقرر کرنے کی کوشش نہ کریں اورمہر تراضی طرفین سے جتنا بھی مقرر ہووہ معجل ہواوراس فورا ادا کردیا جائے چاہے زیوروں کی شکل میں ہو یا نقدروپیہ کی شکل میں یاکسی جائداد(منقولہ یاغیر منقولہ) کی شکل میں ہو۔

(2)بوقت نکاح بالغ لڑکی سے نکاح کی اجازت حاصل کرنے کے سلسلے میں یہ عرض ہے کہ :پہلے سے لڑکی کا عندیہ معلوم ہونا کافی نہیں ہے بلکہ نکاح کے وقت اس سے اذن حاصل کرنا ضروری ہے اورصرف باپ کا یاکسی بھی ولی کا گھر میں اکیلے جاکر لڑکی سے اجازت لینا ٹھیک نہیں بلکہ ولی اوروکیل نکاح کودو معتبر گواہوں کے ساتھ لے کر لڑکی سے اذن حاصل کرنا چاہیئے۔ مصلحت اوراحتیاط کا تقاضا یہی ہے۔ باپ خودنکاح پڑھائے یعنی ایجاب وقبول دونوں صورتوں میں معتبر گواہوں کے ساتھ باپ اوروکیل نکاح کولڑکی سے اجازت لینا چاہیئے۔ رسالہ مذکورہ میں نکاح کی شرطوں وغیرہ کے بارے میں آپ نے جواضافہ کیا ہے اسے الگ کاغذ پر تحریر کیا ہے۔ یہ کاغذ بھی قاری صاحب نے مجھ تک پہنچانے کی زحمت نہیں گوارکی اس لئے ان کے بارے میں کچھ نہیں لکھ سکتا۔ مکتوب

رسالہ خطبہ نکاح میں مہرکی شرعی مقدار بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے زور صرف اس بات پر دینا چاہیئے کہ حتی الامکان مہر معجل اورطرفین باہمی رضامندی سے اس قدر مہر باندھیں جوشوہر کی حیثیت کے مطابق ہواورجسے وہ آسانی سے فوراادا کردے۔

لڑکی سے نکاح کی اجازت لینے کے بعد مجلس نکاح میں ولی کی طرف سے ایجاب اورشوہر کی طرف سے قبول ضروری ہے۔ ایجاب وقبول نکاح کے اارکان ہیں۔ اور لانکاح الاولولی وشاہدی عدل کی روسے ایجاب وقبول کے وقتولی اور معتبر گواہوں کی موجودگی ضروری ہے۔ کوئی بالغہ لڑکی اپنے ولی کی اجازت اور عبارت کے بغیر خود اپنا نکاح نہیں کرسکتی نیز مروجہ جہیز اورلین دین کے خلاف رسالہ میں بھرپورزورصرف کرنا چاہیئے۔ اگر کسی لڑکی کے ولدین اپنی مرضی سے جہیز دیں تواس وقت اس کی تصریح کرالینی چاہیئے کہ جہیز کا کون ساسامان لڑکی کودیا جارہاہے اورکون سی چیز دولہا کودی جاری ہے اوردونوں کوجوکچھ دیا جارہا ہے بطورعاریت کے دیا جارہا ہے یا بطورتملیک اورہبہ کے ہتاکہ بعد میں جہیز کی بابت کوئی جھگڑانہ پیدا ہواورطے شدہ تصریح کے مطابق عمل درآمد ابوالقاسم خالد العربی کا رسالہ اسلام اور عورت نظر سے گزرا ہوگا۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب النکاح

صفحہ نمبر 187

محدث فتویٰ